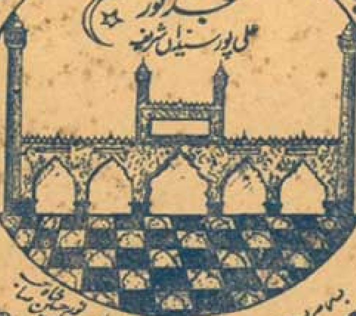
1969December

امیر ملت قبلہ عالم حضرت مولانا الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب

مسجد نور
علی پور سیداں شریف



زیر سرپرستی زبدۃ العارفین شمس الملت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب

ماہنامہ

# انوار الصوفیہ

مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر

نگران اعلیٰ
جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب

مقام اشاعت: کوٹ عثمان خان قصور ضلع لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۷۶۸

بہ سرپرستی مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہم
بہ نظرِ عنایت حضرت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ
بہ ظلِ حمایت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری

# انوار الصوفیہ
قصور

دسمبر سنہ ۱۹۶۹ء

جلد ۶۲ شمارہ ۱۱

ایڈیٹر:-

غلام رسول گوہر جماعتی

مدیر معاون:- مولانا عبد العزیز نقشبندی مرتضائی قصوری

بدل اشتراک

| | |
|---|---|
| سالانہ | پانچ روپے |
| معاونین سے | دس روپے |
| سرپرست حضرات سے | بیس روپے |

یوپی کے حضرات پتہ ذیل پر چندہ ارسال فرما کر ڈاک خانہ کی رسید ہمیں بھیج دیں۔

حاجی پیر محمد طاہر صاحب جماعتی
محلہ تمباکو والا۔ مراد آباد۔ یوپی

## فہرست



یہ سرخ نشان اگر آپ کے رسالہ میں ہے۔ تو یہ آپ کے چندہ ختم ہونے کا نشان ہے۔ مہربانی فرما کر اولین فرصت میں مبلغ پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمادیں۔

یا

وی۔ پی طلب فرمائیں۔

(منیجر)

(محمود حسن پرنٹر نے لاہور آرٹ پریس نئی انارکلی لاہور میں چھپوایا۔ غلام رسول گوہر نے کوٹ عثمان خان قصور سے شائع کیا)

انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1905 کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی 68 جلدیں مہیا کرنے پر
میں جناب محمد محمود صاحب کو مشکور ہوں
جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)



محمد محمود معزوی جماعتي
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی
خلیفہ مجاز سائیں محمد حنیف لال بادشاہ مری

1 1960 October
2 1961 July
3 1961 December
4 1962 Feb
5 1962 May
6 1962 October
7 1963 January
8 1963 June
9 1963 September
10 1964 Feb
11 1964 March
12 1965 January
13 1965 May
14 1965 July
15 1966 June
16 1969 Feb
17 1969 December
18 1970 December
19 1971 Feb
20 1971 November
21 1972 May
22 1972 December
23 1973 March
24 1973 March
25 1973 December
26 1975 March
27 1978 Feb
28 1980 July
29 1981 July
30 1982 Feb
31 1982 July
32 1984 April
33 1959 Agust Rizwan
34 1965 March Hanfi
35 1967 April May
36 1968 October November
37 1969 agust
38 1969 March April
39 1970 May June
40 1971 Agust
41 1971 Janu Feb
42 1973 Agust
43 1973 Aril
44 1974 Agust September
45 1975 December
46 1976 March April
47 1979 June july
48 1980 Dec 1981 Janu
49 1980 October NOvember
50 1981 Jantaree
51 1982 1983 Dec Jan
52 1982 March April
53 1982 May June
54 1983 Feb March
55 1983 May June
56 1983 Nov Decemb
57 1984 Jan Feb
58 1984 October Jantare
59 Aaena Khalq e Muhamadi
60 Majmua Hazar Masla





# نعت

(دردؔ کاکوروی)

مدینے کے جلوے دکھائیں گے کب تک
مدینے میں حضرت بلائیں گے کب تک

مہکتی ہے گیسوئے واللیل سے جو
وہ خوشبو وہ خوشبو سنگھائیں گے کب تک

جو ہے بیچ میں قبر و منبر کے مولا
ہم اس خلد سے رنگ اڑائیں گے کب تک

کرم ہیں جو لفظِ حریصٌ میں پنہاں
انہیں آپ ہم کو سنائیں گے کب تک

گرفتار ہیں، رات دن قید میں ہیں
ہمیں نفس سے پھر چھڑائیں گے کب تک

جو دربارِ سرکار کی جالیاں ہیں
وہاں ہم سر اپنا جھکائیں گے کب تک

محبت میں حضرت کے نقشِ قدم پر
ہم اشکوں کے موتی چڑھائیں گے کب تک

جو انوار ہیں سبز گنبد پہ چھائے
وہ انوار دل میں سمائیں گے کب تک

ہے تشنہ لبی دردؔ کی عرض کرتی
وہ کوثر کے ساغر پلائیں گے کب تک

# وسیلہ کیا ہے

(مولانا عبد التواب صدیقی)

معزز حضرات۔ عالم اسباب میں سلاطین زمانہ کی طرف وزراء اور اہل خدمات جلیلہ کی ضرورت اس غرض سے ہوا کرتی ہے کہ یہ لوگ قواعد و ضوابط سلطانی کو عام رعایا تک پہنچاتیں۔ تاکہ رعایا معاشی سے آگاہ ہوکر بادشاہ کے احکام کی پوری تعمیل کرے۔ اگر وزراء کا توسط نہ ہوتا تو سخت دقت واقع ہوتی۔ اس لئے کہ عام رعایا کو نہ ایسی رسائی ہوتی ہے کہ جس سے خدمت میں حاضر ہوسکے اور قوانین شاہی کا استفسار کرے۔ اور نہ ایسی سمجھ بوجھ ہوتی ہے کہ بطور خود ایسے قوانین کا استخراج کرے اور قوانین سلطنت اور ان خود ساختہ قوانین میں کچھ فرق نہ ہو۔ جس طرح ہم کو قوانین حاصل کرنے یا سمجھنے میں وزراء اور اہل خدمات کے توسط کی ضرورت ہے۔ اسی طرح جب کسی بادشاہ ذیجاہ سے ملنا یا کسی مطلب کا حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ تو اس کے وزیر یا امیر با توقیر سے مل کر عرض کرتے ہیں کہ مجھے بادشاہ کی خدمت میں تقرب حاصل کرنا ہے یا مجھے منصب یا جاگیر کی خواہش ہے یا فلاں قصور جو مجھ سے سرزد ہوا ہے اور بادشاہ کا مجھ پر عتاب ہے۔ یا خوف عتاب ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بادشاہ تک پہنچا دیں یا کہہ سن کر منصب و جاگیر دلا دیں یا قصور معاف کرا دیں۔ تو عموماً وزیر و امیر اس حاجت روائی کو ذریعہ ثواب سمجھتے ہیں۔ اور موقع پاکر بادشاہ کی خدمت میں عرض ہی کر دیتے ہیں۔ جس پر بادشاہ لحاظ فرماتا ہے اور اس بے چارے غریب کا مطلب بر آتا ہے۔ اسی معنی کے متعلق سلطان الناصحین حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؂

در مرد وزیر سلطان را — بے وسیلت گرد پیرامن

جن لوگوں کا اہل دنیا سے سابقہ پڑا یا ان کے حالات سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ اچھی طرح اس امر کی تحقیق کر سکتے ہیں کہ کسی بادشاہ یا رئیس تک پہنچنا اپنی حاجت کا پیش کرنا یا کسی مطلب کا حاصل عام ازینکہ نفع حاصل کرنے کی غرض سے ہو یا دفع ضرر کے لئے بدوں توسط کسی وزیر یا امیر کے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وزیر و امیر تک پہنچنے کے لئے بسا اوقات وسائط درکار ہوتے ہیں۔ دنیا میں شاید چند آدمی

ایسے ہوں گے جو بلا وسیلہ بادشاہ تک پہنچ کر کامیاب ہو گئے ہوں۔ نبوت و رسالت بھی اسی کے مثل ہے۔ انبیاء و رسل صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اسی لئے مبعوث ہوتے ہیں کہ احکام الہٰی مکلفین پر پہنچائیں۔ اگر ہر متنفس کی عقل تفاصیل احوالِ جنت و نار و طرق وصول و احتراز کو مستقل طور پر سمجھ سکتی یا اوامر و نواہی کا خود استخراج کر سکتی تو رسول کیوں بھیجے جاتے۔ ہر شخص اپنی عقل کے زور سے احکام الہٰی کی پابندی کرتا۔ ایسی صورت میں یہ بھی ضروری تھا عقول انسانی عموماً متساویۃ الاقدام (برابر) ہوں تاکہ عقول امر و نہی حلت و حرمت ہر ہر اشیاء میں متفق ہوں۔ اگر آپس میں اختلاف ہوتا تو ایک عقل کسی شے کو حلال کہتی دوسری حرام تیسری فرض چوتھی واجب پانچویں مندوب چھٹی مباح ایک ہی شے میں مختلف احکام جمع ہو جاتے تو معاذ اللہ کیسا ہڑ بونگ مچ جاتا۔ الغرض جس طرح ہم احکام میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محتاج ہیں کہ بغیر واسطہ آپ کے ہم تک احکام نہیں پہنچ سکتے اور نہ ہم احکام کو سمجھ کر اس کی تعمیل کر سکتے ہیں۔ مثلاً ہم کو اگر صوم و صلوٰۃ و حج زکوٰۃ کے معنی مشکوٰۃ نبوت سے نہ بتلائے جاتے تو کیا ہماری عقل اس امر پر قادر تھی کہ وہ سمجھتی یا خود اپنی طرف سے ٹھیک ٹھیک تعمیل کراتی جیسا کہ آج ہم ادا کر رہے ہیں، ہرگز نہیں۔ اسی طرح ہم کو اپنی حاجات میں بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے توسط کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ ان کی ارواح مقدسہ جناب باری میں ہمارے انجاح مرام کے لئے دعا و شفاعت چاہیں۔ اس توسط سے یہ حضرات حاجت روا بالاستقلال نہیں خیال کئے جاتے بلکہ مظہر عون الہٰی سمجھے جاتے ہیں اور یہ امر مقتضائے قدرت تصور کیا جاتا ہے۔ یہاں پر اگر کوئی شخص یہ شبہ پیدا کرے کہ شاہان دنیا و امرا و وزراء کے درمیان تین طرح کے واسطے پائے جاتے ہیں۔ اول مثلاً وزرا و امرا بادشاہ تک ایسے اخبار پہنچاتے ہیں جن کی اطلاع بادشاہ کو نہیں ہوتی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ واقف اسرار و خفیات ہے لہٰذا اُسے ایسے واسطے کی حاجت نہیں دوم مثلاً بادشاہ رعایا کی تدابیر پر قادر نہیں ہوتا اور اپنے دشمنوں کو بجز اعوان و انصار (مددگار) کے دفع نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس کو امرا وزرا کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ خود قادر و توانا ہے۔ اس لئے اس کو اس قسم کے وسیلے کی بھی احتیاج نہیں۔ سوم مثلاً کبھی بادشاہ اپنی رعایا کا نفع بجز تحریک وزیر و امیر نہیں کرتا۔ جب تک یہ لوگ بادشاہ کو نصیحت نہ کریں لہٰذا جب یہ نصیحت کرتے ہیں۔ تو بادشاہ رعایا کی تقاضائے حاجت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ شاہنشاہ حقیقی کی بارگاہ میں اس قسم کے واسطے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ وہ اپنے بندوں کا نفع و نقصان اچھی طرح سمجھتا ہے۔ جب یہ بات ہوئی تو درگاہ الہٰی میں وسیلہ کیوں کر جائز ہوگا۔ اس لئے کہ جب کبھی وسیلہ کیا جائیگا تو انہیں مذکورہ بالا صورتوں سے کیا جائیگا۔ تو میں یہ جواب دوں گا کہ ہمارے وسیلوں کا طریقہ ان سب طریقوں سے جداگانہ ہے۔ مقصود یہ کہ ہم جن صورتوں کے جواز کے قائل ہیں۔ ان کی ایسی مثال ہے جیسا کہ کوئی بادشاہ اپنے مقرب بارگاہ کی عزت و مرتبہ شوکت و دبدبہ ظاہر کرنے کے لئے اس کو اجازت عطا فرمائے کہ تم جس مجرم

یا مصیبت زدہ کے واسطے عذر خواہی یا انجاح مرام کے لئے عرض معروض کروگے۔ ہم قبول کریں گے پھر وہ مقرب بارگاہ کسی ملزم کے لئے عذر خواہی یا مصیبت زدہ کے لئے دفع مصیبت کا بادشاہ سے سوال کرے اور بادشاہ بہ خوشی اُسے منظور کرلے تو اس میں کسی کا کیا اجارہ ہے۔ بادشاہ اپنی مملکت کا مالک ہے۔

بس یہی صورت یہاں بھی ہے کہ اس قادرِ قیوم جل جلالہٗ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو عزت و شرف عطا فرما رکھا ہے۔ اور ان کی عزت و مرتبہ ظاہر فرمانے کے لئے ان کو اجازت عطا فرمائی ہے کہ وہ جس بندۂ مسلم کے لئے اس کی بارگاہ عالی میں جو کچھ عرض کرے گا وہ قبول فرمائیں گے۔

کیوں نہ ہو جب وہ کافروں کو جو ناجائز طریقے سے مانگتے ہیں عطا فرماتا ہے۔ تو مسلمان جو جائز طریقے سے دست سوال دراز کرتے ہیں۔ ان کو کیوں نہ عطا فرمائے۔

ای کریمی کہ از خزانۂ غیب گبرو ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمناں نظر داری

جیسا کہ خود وہ بزرگ و برتر اپنے کلام بلاغت نظام میں وسیلہ تلاش کرنے کا اپنے بندوں کو حکم فرماتا ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ۔ (ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف (پہنچنے کے لئے) وسیلہ تلاش کرو۔

حضرات! ذرا غور کرنے کا مقام ہے۔ اس آیۂ کریمہ سے ظاہر ہے کہ اللہ تک رسائی کے لئے وسیلہ ضرور ہے اور ہم کو اپنی ہر دینی اور دنیوی حاجت میں وسیلہ کی احتیاج۔ یہ امر مسلّم و طے شدہ ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے۔ اس کا ہر کام وسیلہ و اسباب سے ہوتا ہے۔ اس کو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ دنیا میں صفات باری تعالےٰ پردہ اسباب میں عمل فرما رہی ہیں۔ اور یہی وہ راز ہے جس میں بڑے بڑے فلسفیوں کے ہوش دنگ ہیں۔ اور قافیئے تنگ ہیں کہ کیا معاملہ ہے۔ اس چرخ گردوں کے نیچے کون سے ایسی ہے جو ایجاد و اعدام کر رہی ہے۔ اسی چکر میں پڑکر کوئی جبریہ ہوا کوئی قدریہ کوئی دہریہ ہوا کوئی نیچری۔ غرضیکہ صدہا خیال کے لوگ ہو گئے۔ جب یہ بات ٹھہری کہ اس عالم کا ہر کام سبب سے ہوتا ہے تو پھر دنیا میں رہ کر ہم کہاں جائیں گے اور کس طرح وسیلہ سے نجات پائیں گے خواہ مخواہ بارگاہ ایزدی میں وسیلہ ٹھہرائیں گے۔

# قصیدہ

در شان ذی شان حضرت الحاج جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب علی پوری مد ظلہ العالی

(غلام رسول گوہر)

اختر تابندۂ فلک ولایت آپ ہیں
جوہر تاباں بہائے قوم و ملت آپ ہیں

خوش نصیبی ہے کہ ہے تیری غلامی کا شرف
دین و دنیا کا خزانہ خیر و برکت آپ ہیں

تیرا دادا قطب عالم شہ جماعت خوش لقب
در پناہ و شمسِ ملت ظلِ رحمت آپ ہیں

رہنما و ہادیٔ دین واعظِ شیریں بیاں
حق پناہ و حق رسا شمع ہدایت آپ ہیں

نام تیرا مثل اختر ہے جہاں میں ضو فگن
آسمانِ علم پر خورشید رفعت آپ ہیں

چشمِ بینا واہوئی دامن مرادوں سے بھرا
چشمۂ نور و ضیا بحرِ سخاوت آپ ہیں

سینکڑوں گم گشتگاں کو راہ پر لائے ہیں آپ
مرشد دین زینتِ تختِ مشیخت آپ ہیں

اتباعِ دین و سنت حسنِ سیرت آپ کی
حسنِ صورت میں مثالِ ماہِ طلعت آپ ہیں

بے ریا و مخلص و فیاض و جانِ زہد بھی
بے تکلف خندہ رو اصل شرافت آپ ہیں

خذف تھا گوہر بنا تیری عنایت سے شہا
منقلب ہے جس نے کی میری حقیقت آپ ہیں

★

# انوار الحدیث

## نماز کے بعد کے اذکار

○ ابو امامہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا وہ کون سی دعا ہے جو بہت سُنی جاتی ہے یعنی قبول ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا جو پچھلی رات کے جوف میں یا فرض نمازوں کے بعد مانگی جائے۔ (مشکوٰۃ)

○ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو لوگ صبح سے طلوع شمس تک اللہ کا ذکر کرتے ہیں ان کے ساتھ بیٹھنا مجھ کو بہت محبوب ہے۔ اسماعیلؑ کی اولاد سے چار غلاموں کو آزاد کرنے سے اور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنا جو عصر سے غروب آفتاب تک ذکر میں مشغول ہیں۔ اسماعیلؑ کی اولاد سے چار غلاموں کو آزاد کرنے سے مجھ کو زیادہ محبوب ہے۔ (مشکوٰۃ)

○ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے فجر کی نماز جماعت سے ادا کی اور پھر وہ اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھا۔ یہاں تک کہ سورج چڑھ آیا۔ پھر اس نے دو رکعت نماز (اشراق) پڑھی۔ اس کے لئے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ہے۔ (مشکوٰۃ)

○ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ہر نماز کے بعد ۳۳ بار تسبیح (سبحان اللہ) پڑھی۔ اور ۳۳ بار تحمید (الحمد للہ) کی اور ۳۳ بار تکبیر (اللہ اکبر) کہی یہ شمار ۹۹ کا ہوا۔ اس کو پورا (۱۰۰) کرنے کے لئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھا اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگرچہ کثرت میں سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

### آیۃ الکرسی کی فضیلت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے۔ جس نے آیۃ الکرسی کو ہر نماز کے بعد پڑھا اس کو سوائے موت کے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روکتی یعنی اس کے جنت میں داخل ہونے میں اگر توقف ہے تو صرف موت ہی کا ہے۔

### نماز کا لمبا کرنا اور خطبہ کا چھوٹا کرنا

ابو یقظان عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ آدمی کا نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ کو چھوٹا کرنا اس کے فقیہہ ہونے کی علامت ہے۔ (ریاض الصالحین)

### حسد جائز نہیں مگر دو آدمیوں پر

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اگر حسد جائز ہوتا تو صرف دو شخصوں کے حق میں جائز ہوتا۔ ایک وہ مرد جس کو اللہ نے قرآن دیا اور وہ اس کے ساتھ رات اور دن کی ساعات میں قیام کرتا ہے۔ دوسرا وہ مرد جس کو اللہ نے مال دیا تو وہ اس کو اللہ کی راہ میں رات اور دن کی ساعات میں خرچ کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

# سوال و جواب شرعیہ

(غلام رسول گوہر مدیر مسئول)

**سوال** - عموماً لوگ کسی کے مرنے کے تیسرے دن قل کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد بعض جگہ ساتواں اور بعض جگہ دسواں کرتے ہیں - اور جب اس کی وفات کو چالیس دن ہو جاتے ہیں تو چالیسواں کرتے ہیں۔ کیا کسی میت کے بعد ان دنوں کا منانا از روئے شریعت مطہرہ جائز ہے یا نہیں ؟

**جواب** - ہو الموافق للصواب - میت کو ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ الاصل ان کل من اتی بعبادۃ مالہ جعل ثوابھا لغیرہ و ان نواہا عند الفعل لنفسہ لظاھر الادلۃ - در مختار مشللہ

اصل یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس نے عبادت کا کوئی کام کیا۔ اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے اس کام کا ثواب اپنے غیر کو بخش دے - اگرچہ جب اس نے وہ کام کیا تھا۔ اس وقت اس نے نیت اپنی ہی کی تھی۔ یہ مسئلہ ظاہر دلائل سے ثابت و مؤید ہے۔

اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ اگر کوئی نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقہ - خیرات - حج - تلاوت قرآن کا ثواب کسی میت کو بخش دے - تو جائز ہے اور میت کو وہ ثواب پہنچ جاتا ہے۔

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من دخل المقابر فقرا (سورۃ) یٰس یعنی واھدی ثوابھا للاموات خفف اللہ عنھم یومئذ العذاب ورفعہ وکذا لیوم الجمعۃ یرفع فیہ العذاب عن اھل البرزخ ثم لا یعود علی المسلمین وکان لہ ای للقاری بعدد ما فیھا من الاموات نور الایضاح -

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قبرستان میں گیا - اور سورۃ یٰسین کو پڑھ کر اس کا ثواب قبرستان کے اموات کو بخشا - تو اللہ تعالےٰ ان سے اس دن عذاب ہلکا کرتا ہے اور ان سے اٹھا لیتا ہے۔ اور ایسے ہی جمعہ

کے دن میں بھی اللہ تعالیٰ اہلِ برزخ سے عذاب کو اٹھا لیتا ہے۔ اور پھر واپس نہیں کرتا۔ اور جس نے سورہ یٰسین پڑھ کر اس کو ثواب بخشا ہے۔ اس کو اس قبرستان کے اموات کے برابر ثواب ملتا ہے۔

# مولٰنا محمد حسین صاحب قصوری کا عرس شریف

مورخہ ۱۴ر شوال مطابق ۲۱ر دسمبر۔ ۲۸ مگھر بروز اتوار اندرون دروازہ پتوال دالا قصور میں حضرت امیر ملت علی پوری کے محبوب اور منظور مایۂ ناز خلیفہ حضرت مولٰنا مولوی محمد حسین قصوری کا سالانہ عرس شریف ان کے صاحبزادہ حضرت مولٰنا حافظ نور احمد صاحب کے اہتمام سے منعقد ہو رہا ہے۔ علی پور شریف سے حضرت الحاج علامہ مولٰنا پیر سید اختر حسین شاہ صاحب جوہر ملت مورخہ ۱۳ر شوال المکرم کو قریباً چار بجے بذریعہ ٹرین تشریف لائیں گے ۱۴ر شوال بروز اتوار صبح ۹ بجے سے ایک بجے تک قرآن خوانی اور محفل میلاد ہوگی۔ جس میں قصور کے نعت خواں حصہ لیں گے۔ رات کو قریباً آٹھ بجے جلسہ ہوگا جس میں حضرت مولانا جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب حاضرین سے مدارج اولیاء پر خطاب فرمائیں گے۔

نیز عرض ہے کہ ۱۴ر شوال اتوار کو اس بنا پر ہے کہ ۲۹ کا چاند ہو۔ ورنہ یہی تاریخ سوموار کو ہوگی۔

میں لکھا ہے کہ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا۔ کہ
لوگوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنے مُردوں
کے لئے صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ اور ان
کی طرف سے حج بھی کرتے ہیں اور دعائے
مغفرت کرتے ہیں۔ کیا یہ کچھ ان کو پہنچتا
ہے۔ آپ نے فرمایا نعم انہٗ لیصل
الیہم۔ ہاں ان کو پہنچتا ہے اور وہ
اس سے ایسے ہی خوش ہوتے ہیں
جیسے تم میں سے کوئی اس وقت خوش
ہوتا ہے جب اس کو کوئی ایک تھال
کھجوروں کا بھر کر ہدیہ کرتا ہے۔ کتاب مذکور
میں اور فقہ کی دیگر کتب میں ہے۔
فلا انسان ان یجعل ثواب عملہ
لغیرہ عند اهل السنت والجماعت
صلوٰۃ کان او صوماً او حجاً او صدقۃ
او قرأۃ للقرآن او الاذکار وغیرہ
ذالک من انواع البر ولیصل ذالک الی المیت وینفعہ۔

اہل سنت والجماعت کے نزدیک جائز ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کو بخشے۔ نماز ہو یا روزہ۔ حج ہو یا صدقہ قرآن کا پڑھنا ہو۔ یا دیگر اذکار۔ اس کے سوا جو بھی نیکی ہو اس کا

ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ اور اس کو نفع دیتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی قبرستان کے قریب سے گذرتے ہوئے گیارہ بار قل ہو اللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب اموات کو بخشے۔ اس کو اموات کی گنتی کے برابر ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اس حدیث کو دارقطنی نے نقل کیا ہے اور ابن شیبہ نے حسن سے نقل کیا ہے کہ جو کوئی قبرستان میں گیا اور کہا۔ اللھم رب الاجساد البالیۃ والعظام النخرۃ التی خرجت من الدنیا وھی بک مومنۃ ادخل علیھا روحا منک وسلاما منی۔

اس کے لئے ہر مومن جو آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک فوت ہو بخشش طلب کرتا ہے طبرانی اور بیہقی نے شعب میں ابن عمرؓ سے اخراج کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی صدقہ کرے تو چاہیے کہ وہ اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے۔ اس کا ثواب اس کے ماں باپ کو بھی ہوگا۔ اور جس نے نفلی صدقہ کیا ہے اس کو بھی ہوگا۔ بغیر اس کے کہ کسی کے ثواب سے کچھ کم ہو۔
(نور الایضاح)

ان مذکورہ بالا حوالجات سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ میت کو صدقہ وخیرات اور قرأت قرآن اور دیگر نیکیوں کا ثواب پہنچتا ہے۔ یہ ثواب جس دن بھی پہنچایا جائے جائز ہے۔ اگر کوئی کسی کے مرنے کے بعد تیسرے دن یا ساتویں دن یا دسویں دن یا چالیسویں دن میت کو ایصال ثواب کرنے کے لئے قرآن شریف حفاظ کو جمع کر کے پڑھاتا ہے یا کھانا پکا کر فقراء ومساکین کو کھلاتا ہے۔ تو جائز ہے۔ ہاں ان ایام میں قرابت داروں اور دوستوں کی ضیافت کرنا اور ان کو ضیافت کے لئے مدعو کرنا فقہا نے منع لکھا ہے۔ چنانچہ مولٰنا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالٰی عنہ نے احکام شریعت کے صفحہ ۱۹۲ سے صفحہ ۱۹۷ تک تیجہ اور چالیسواں مروجہ پر روایات احادیثہ اور فقیہہ کی روشنی میں بڑی لمبی بحث کی ہے۔ جس کا ماحصل اور خلاصہ یہی ہے کہ ان ایام میں جو دستور ہے کہ لوگوں کی دعوتیں ہوتی ہیں اور اعزہ واقارب اور احباب کو بلایا جاتا ہے اور وہ خوب کھاتے ہیں۔ یہ دعوت خود ناجائز اور بدعت شنیعہ ہے۔ امام احمد اپنے مسند اور ابن ماجہ سنن میں بہ سند صحیح حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ہیں۔ کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ ہم گروہ صحابہ اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے لئے کھانا تیار کرانے کو مردے کی نیاحت سے شمار کرتے تھے۔ جس کی حرمت پر تواتر حدیثیں ناطق امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں
یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہٗ شرع فی السرور لا فی الشرور

وھی بدعۃ مستقبحۃ۔ اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت کرنا منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں۔ اور یہ بدعت قبیحہ ہے۔ چند سطور کے بعد سراجیہ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں یہ تیسرے دن کی دعوت جائز نہیں کہ دعوت تو خوشی میں ہوتی ہے۔ اور اس سے آگے امام بزازی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کرائے جاتے ہیں سب ممنوع و مکروہ ہیں۔

اسی بحث میں کتاب مذکور کے صفحہ ۹۲ میں رقم طراز ہیں۔ ہاں اگر محتاجوں کے دینے کو کھانے پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے۔ بشرطیکہ یہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے لے کر کرے۔ یا ترکہ سے کریں۔ تو سب وارث موجود ہوں۔ بالغ نابالغ راضی ہوں۔ انتہی۔

مولانا عبدالحیٔ رحمۃ اللہ علیہ مجموعہ فتاویٰ ص۶۸ ج۳ میں رقم طراز ہیں۔ مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص واو را ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست صاحب نصاب الاحتساب آنرا مکروہ نوشتہ رسم و راہ تخصیص بگذرند و ہر روزیکہ خواہند ثواب بروح میت رسانند و میت قریب مرگ خود زیادہ تر محتاج میشود ہر قدر کہ ایصال ثواب بہر روزیکہ شود موجب خیر ست کذا فی فتح العزیز انتہی۔

خصوصیت کے ساتھ تیسرا دن یا کوئی اور دن مقرر کرنا اور اس کو ضروری جاننا شریعت محمدیہ میں ثابت نہیں ہے۔ صاحب الاحتساب نے اس کو مکروہ لکھا ہے۔ رسم و راہ کو چھوڑ دیں۔ اور جس دن چاہیں میت کی روح کو ثواب پہنچائیں۔ میت اپنی موت کے قریبی ایام میں صدقہ خیرات کی بہت محتاج ہوتی ہے جس قدر بھی ایصال ثواب کیا جائے اور جس دن کیا جائے۔ موجب خیر ہے۔ ایسا ہی فتح العزیز میں ہے۔ صدقہ خیرات یا قرآن پڑھنے کا ثواب میت کو دن کے تعین و تخصیص کے بغیر جائز ہے۔ تعین و تخصیص کا مطلب یہ ہے کہ ثواب پہنچانے والا یہ جانے کہ اگر میں ان ایام میں میت کو ثواب نہ پہنچاؤں گا تو اس کو ثواب نہیں پہنچے گا۔ جیسے عموماً جہلا کا عقیدہ ہے۔ اگر وہ کسی خاص دن میں کسی مصلحت کی بناء پر اگرچہ وہ تیسرا ہی دن ہو مذکورہ تقیید و تخصیص سے ذہن کو آزاد کر کے صدقہ و خیرات وغیرہ کا ایصال ثواب کرے تو جائز اور درست ہے۔ یہاں یہ بھی جاننا چاہئیے کہ میت کو ایصال ثواب کے لئے جو کھانا وغیرہ پکوایا گیا ہے۔ وہ صرف فقراء و مساکین کے لئے ہے۔ اغنیاء کو نہ کھلایا جائے۔

**سوال۔** حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر ماہ یا سال کے بعد یوم ولادت جس کو میلاد شریف کہتے ہیں منانا اور اس میں تکلف کرنا اور حد سے زیادہ خرچ کرنا کیسا ہے۔

**جواب۔** واذکروا نعمۃ اللہ علیکم۔ بقرہ۔ آل عمران۔ مائدہ۔ تم اللہ کی نعمت کو جو تمہارے اوپر

ہے یاد کرو۔ مفسرین کا قول ہے اس آیت میں نعمت سے مراد سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یعنی آپ کی یاد کرو اور آپ کی ولادت اور آپ کی صفات اور آپ کے فضائل وکمالات صوریہ ومعنویہ کو بیان کرو۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ کا میلاد شریف نہ صرف جائز بلکہ مامور بہ ہے۔ جس کا خیرات وحسنات میں ادنےٰ درجہ اس کا مندوب ومستحب ہونا ہے۔ ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا سورۃ ابراہیم۔ اگر تم اللہ کے احسان کو شمار کرو تو شمار نہ کر سکو گے۔

حضرت سہل ابن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا۔ اس آیت میں جس احسان کا ذکر ہے اس سے مراد سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ ہی اللہ کا وہ احسانِ عظیم ہیں جن کی غایت ونہایت تک کسی بنی آدم بلکہ جن وملائکہ سے کسی کی رسائی نہیں۔ مگر ہر شخص پر جو آپ پر ایمان رکھتا ہے لازم ہے کہ آپ کا ذکر کرتا رہے۔

دلائل الخیرات میں ہے کہ نعمت حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاص نام ہے۔ یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونھا۔ سورۂ نحل۔ وہ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں۔ یہاں بھی نعمت سے مراد حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ یعنی کفار یا اہل کتاب آپ کو پہچانتے تو ہیں۔ مگر ضد اور حسد کی وجہ سے دانستہ آپ کا انکار کرتے ہیں۔ واما بنعمۃ ربک فحدث۔ سورہ والضحٰے۔ اور لیکن آپ اپنے رب کی نعمت کا تذکرہ کریں۔

اس آیت میں خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان انعامِ خداوندی کا تذکرہ کرنے کا حکم فرمایا۔ جن سے اللہ تعالےٰ نے آپ کو نوازا ہے۔ ان میں آپ کی ولادت بھی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد شریف مستحب ومستحسن اور موجب صد برکات ہے۔

جامع ترمذی جو صحاح ستہ کی کتابوں میں سے ایک حدیث کی معتبر کتاب ہے۔ اس میں ایک باب اس عنوان کا قائم کیا گیا ہے۔ باب ماجاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر اسی باب کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کا ذکر ہے۔

تفسیر روح البیان زیر آیۃ شریف محمد رسول اللہ۔ الآیۃ؛ لکھتے ہیں۔ ومن تعظیمہ عمل المولد اذلم یکن فیہ منکر والمراد من المنکر ضد المعروف وکل شئ لا یعرف اباحتہ من الشرع۔

**اعتذار**

اس ماہ کاتب صاحب کے اچانک بیمار ہونے کے باعث انوار الصوفیہ صرف ۲۴ صفحات کا شائع ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ اس کی تلافی کر دی جائے گی۔

یعنی محل مولود شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے۔ جب تک اس میں منکر نہ ہو۔ اور منکر سے مراد معروف کی ضد ہے۔ اور ہر چیز جس کی اباحت شرع میں نہ پائی جائے۔ مولود شریف میں کوئی منکر نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ نفس مولود شریف مستحسن و مستحب ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایسے امور اس میں شامل نہ کئے جائیں جو شرعاً جائز نہیں۔ مثلاً بینڈ باجہ۔ ڈھول۔ سوانگ بھرنا۔ قوالی۔ شور و غل وغیرہ۔ حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابولہب کی لونڈی کا ذکر کیا ہے کہ جس یوم سعید میں حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام شکم آمنہ سے متولد ہوئے۔ اس دن ثوبیہ ابولہب کی لونڈی نے اپنے مالک کو آپ کی ولادت کی بشارت دی۔ اس نے خوش ہو کر انگلی کے اشارہ سے لونڈی کو آزاد کر دیا۔ ابولہب کے مرنے کے بعد اس کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا حال ہے۔ اس نے کہا نار میں ہوں۔ مگر ہر پیر کے روز میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ اور اپنی ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی چوستا ہوں۔ اس لئے کہ میں نے پیر کے دن ان دو انگلیوں کے اشارہ سے اپنی لونڈی ثوبیہ کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی بشارت دینے پر آزاد کیا تھا۔

سبحان اللہ ایک کافر جس کی مذمت میں قرآن پاک میں پوری سورہ تبت یدا ابی لہب نازل ہوتی ہے اس نے آپ کی ولادت پر خوش ہو کر ایک قیمتی لونڈی کو آزاد کر دیا۔ تو مرنے کے بعد اس کے عذاب میں اس دن تخفیف ہو جاتی ہے۔ اور دو انگلیوں کے درمیان سے پانی ملتا ہے جس سے وہ عذاب کی سختی کو بھول جاتا ہے۔

تو کیا حال ہے اس ایمان دار کا جو آپ کی ولادت کی خوشی کرتا ہے اور منکرات کو چھوڑ کر زیب و زینت اور محفل کی آرائش میں مال اور روپیہ خرچ کرتا اور اخوان المسلمین کی ضیافت کرتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ میلاد شریف جائز بلکہ مستحب ہے۔ اس کا خلاف وہی کرتا ہے جس کے دل میں نور ایمان نہیں۔ سلف سے خلف تک تمام علماء اور اولیاء اور بزرگان دین اپنے اپنے احوال اور ذوق کے مطابق یہ نیک عمل کرتے رہے اور اس کے لاانتہا فیوضات و برکات سے مستفیض ہوتے رہے۔ اس پر جو مسلمان خرچ کرتا ہے اگرچہ وہ منکر کی نگاہ میں کتنا ہی کیوں نہ ہو اسراف میں داخل نہیں جیسے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا: لاخیر فی الاسراف ولا اسراف فی الخیر

# حقوقِ والدین

(غلام رسول گوہر ایڈیٹر "انوار الصوفیہ")

اللہ اور اس کے رسولؐ کے حق کے بعد قرآن میں جس کا حق بیان فرمایا گیا ہے۔ وہ والدین ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو انسان کے لئے اس کی زندگی میں اس کے والدین سے بڑھ کر کوئی نعمت ہے ہی نہیں۔ والدین آدمی کی عزت و عظمت کے محافظ اور پاسبان ہیں۔ عزت اسی میں ہے کہ جب تیرے نام کے ساتھ تیرے باپ کا نام پوچھا جائے۔ تو تُو بے تکلف اپنے باپ کا نام بتائے۔ اور وہ محبوب اور پیارا نام تیرے نام کے ساتھ ہو کر تیری عزت کو دوبالا کرے اور تجھ کو معاشرہ میں ایک باوقار جگہ عطا کرے۔ تیرے باپ کا وجود ہی تیری پاکیزہ اور حلال انسانیت کا ثبوت ہے۔ دین و دنیا کے معاملات میں باپ ہی کے نام سے تجھے پہچانا جائے گا۔ ورنہ تیرے نام کے عالم ہست و بود میں ہزاروں آدمی ہیں۔ جن میں سے بعض تجھ سے کمتر اور بعض تجھ سے بہتر ہیں۔ ان سب سے تو اپنی جدا حیثیت اپنے باپ ہی کے نام اور اس کی نسبت سے منوا سکتا ہے۔

تیرے لئے تیرے والدین نعمتِ عظمٰی ہیں۔ عالم خلق میں تُو ان ہی کے دم قدم اور وجود سے آیا ہے۔ تیرے ربِ حقیقی کا مظہر اور آئینہ تیرے والدین ہی ہیں۔ ان ہی کی بدولت اور صدقہ تجھیں خلعتِ وجود عطا ہوا۔ آج جو چیزیں تیرے لئے باعثِ فخر و ناز ہیں۔ یہ سب تیرے والدین کی رہینِ منت ہیں۔ یہ سچ ہے کہ خالق تو اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ اور حقیقی رب وہی ہے۔ مگر تیری تخلیق تیرے والدین ہی کے واسطہ سے ہوئی ہے۔ اس لئے تجھے اپنے والدین کا حق نہیں بھولنا چاہیئے۔

اگر تجھ کو کوئی کپڑا بخشتا ہے۔ تو تُو اس کا اس حد تک احسان مند ہوتا ہے کہ اس کی ہر بات کو تُو مانتا ہے اس کی خوشامد کرتا ہے۔ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرتا ہے۔ اگر وہ تجھ کو سخت سُست بھی کہے تو تُو خاموش ہو جاتا ہے۔

بڑا افسوس ہوتا ہے کہ جن کے ہاتھوں سے اللہ تعالےٰ نے تجھ کو گوہرِ وجود عطا کیا ہے۔ اگر تو اس کی قدر نہ جانے۔ اس کا احسان مند نہ ہو۔ اس کا حکم نہ مانے۔ اس کو راضی اور خوش نہ رکھے۔ یاد رکھ جو ماں باپ کا نافرمان ہو اور ان کا حق نہ پہچانے۔ وہ اللہ کا بھی نافرمان ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَاشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ۔ اے مسلمان! اپنا اور اپنے ماں باپ

کا شکر ادا کر۔

ذرا غور کر کہ اللہ تعالے نے اپنے شکر کے ساتھ تجھ کو تیرے والدین کا شکر کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلعم اللہ کو کون سا عمل بہت محبوب ہے؟

آپ نے فرمایا۔ نماز جو اپنے وقت پر ہو۔ پھر عرض کی یا رسول اللہؐ اس کے بعد کون سا عمل محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ احسان کرنا۔ یعنی نیک سلوک کرنا کہ تجھ سے قولاً و فعلاً ان کو کوئی کوفت اور تنگی نہ ہو۔ پھر پوچھا یا رسول اللہؐ اس کے بعد کون سا عمل محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جہاد فی سبیل اللہ۔

صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں آیا ہے کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر اس طرح کہ اس کا باپ کسی کا غلام ہو۔ اور وہ اس کو خرید کر آزاد کر دے۔ اس کے سوا باپ کا حق ادا ہونے کی کوئی بھی صورت نہیں۔

ایک شخص حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ یا رسول اللہؐ میں آپ سے اس بات پر بیعت کرتا ہوں یعنی عہد کرتا ہوں کہ اگر ضرورت پڑی تو دین کی خاطر ہجرت کروں گا اور جہاد کروں گا۔ تاکہ اللہ تعالے کی طرف سے مجھ کو بہت ثواب ملے۔ آپ نے فرمایا۔ تیرے والدین یا ان میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم دونوں زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ ان کی خدمت میں رہو۔ تمہیں اللہ ان کاموں سے بھی زیادہ ثواب دے گا۔

اے مسلمان! خدا کے لئے ذرا غور کر اور تامل کر کہ والدین کی خدمت میں ہجرت اور جہاد سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔ مگر تو ہے کہ ان کی خدمت سے منہ موڑ کر ان کے حکم کو ٹال کر۔ ان کی خوشنودی کی قیود و حدود کو توڑ کر اور کاموں میں ثواب حاصل کرنے کا متمنی ہے۔ افسوس ہے تیری روش پر۔

اگر تو سوچے تو تجھے علم ہو جانا چاہیئے کہ والدین کی تعظیم اور عزت خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی فرمائی ہے۔

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مقام میں تشریف فرما تھے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالے عنہا جن کی قبر شریف جنت البقیع میں ہے۔ آپ کے پاس تشریف لائیں۔ تو آپ تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنی چادر مبارک ان کے نیچے بچھا دی۔ اور اس پر ان کو بٹھایا۔ اس کے بعد حلیمہؓ کا خاوند آیا۔ تو آپ نے اس کو بھی اسی چادر پر بٹھایا۔

لوگ حیران تھے کہ یہ کون لوگ ہیں جن کی عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔ جب وہ اٹھ کر چلے گئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ میری ماں حلیمہ تھیں، اور ان کا شوہر تھا۔ جو میرا رضاعی باپ ہے۔ والدین کے سوا دنیا میں کوئی انسان نہیں ہے۔ جس کی عزت اور تعظیم اللہ کا رسول بھی کرتا ہو۔ قرآن پاک میں آیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھ کو تاکید سے فرمایا کہ ماں کا فرماں بردار ہو کر رہوں اور اس کی دل آزاری نہ کروں۔

سعدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک بار جوانی کی حالت میں سرشار ہو کر میں نے اپنی ماں کو ذرا سخت آواز سے پکارا۔ میری ماں آزردہ دل ہو کر گھر کے ایک کونے میں بیٹھ کر رونے لگی۔ اور کہا کہ تو نے میرے اوپر سختی اس لئے کی ہے کہ تو اپنے بچپن کا زمانہ بھول گیا ہے۔

؎ چہ خوش گفت زالے بفرزند خویش  چو دیدش پلنگ افگن و پیل تن
گر از عہد خوردیت یاد آمدے  کہ بیچارہ بودی در آغوش من
نکردی دریں روز بر من جفا  کہ تو شیر مردی و من پیر زن

ترجمہ:۔ ایک بڑھیا نے اپنے بیٹے کو کیا اچھا کہا۔ جب کہ اس نے اس کو ہاتھی کی طرح فربہ اور موٹا اور چیتا پھینکنے والا دیکھا۔ اگر تجھ کو وہ زمانہ یاد ہوتا جس میں تو بچہ تھا۔ اور میری آغوش تیری پناہ کی جگہ تھی۔ تو تو آج مجھے اپنے ظلم اور سختی کا نشانہ بناتا۔ اس لئے کہ تو شیر مرد ہے اور میں ایک بوڑھی عورت ہوں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر زیادہ ہو۔ اور اس کے رزق میں برکت ہو۔ اس کو چاہیئے کہ اپنے ماں باپ کی خدمت کرے۔ یعنی ان کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ اور ان کا فرماں بردار اور ہمدرد و غم گسار ہو کر رہے۔ ماں باپ تو ماں باپ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ان کے قرابت داروں کے ساتھ بھی احسان کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ ایک آدمی ابو الدرداء کے پاس آیا کہ میرا باپ پہلے تو اس بات پر اصرار کرتا تھا کہ میں فلاں عورت کے ساتھ نکاح کروں جب میں نے اس عورت کے ساتھ نکاح کر لیا تو اب وہ مجھ کو مجبور کرتا ہے کہ میں اس کو طلاق دے دوں۔ اب میں کیا کروں؟ ابو الدرداء نے کہا میں تمہیں ہرگز یہ نہیں کہوں گا کہ تو اپنے باپ کا حکم نہ مان۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تیرا باپ تجھ کو یہ حکم دیتا ہے کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ تو تو طلاق دے دے۔ اسی میں تیری فرماں برداری ہے۔ طلاق دینے میں جو نقصان اور ظاہری کوفت ہو گی۔ اس سے وہ ثواب

زیادہ بہتر ہے جو تُو نے باپ کو راضی کر کے حاصل کیا۔

اسی طرح کی ایک حدیث ترمذی نے نقل کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ میرا باپ مجھ کو کہتا ہے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں۔ حالانکہ مجھ کو اس سے محبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ طلاق دے دے۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ ماں باپ کا اولاد پر کتنا بڑا حق ہے۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اللہ کا خوش کرنا باپ کے خوش کرنے میں ہے اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں "باپ" کی بجائے "ماں باپ" بھی آیا ہے۔

رمضان شریف کا مہینہ ہے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر کے پہلے زینہ پر قدم مبارک رکھا۔ تو فرمایا۔ آمین۔ پھر دوسرے زینہ پر قدم مبارک ٹکایا۔ تو فرمایا آمین۔ پھر تیسرے زینہ پر عروج فرمایا تو ارشاد ہوا۔ آمین۔

حاضرین نے اس کی وجہ پوچھی۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ جبرئیلؑ میرے پاس آیا ہے۔ اس نے کہا۔ جس نے رمضان کے مبارک مہینے کو پایا اور روزہ نہ رکھا۔ اور مرگیا تو دوزخ میں جائے۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں نے دوسرے زینہ پر قدم رکھا۔ تو اس نے کہا جس نے آپؐ کا نام مبارک سنا اور آپ پر درود شریف نہ پڑھا۔ اور مرگیا تو وہ دوزخ میں جائے۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں نے تیسرے زینہ پر قدم رکھا۔ تو اس نے کہا۔ جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور ان کی خدمت نہ کی اور مرگیا تو دوزخ میں جائے میں نے کہا آمین۔

ماں کا اتنا حق ہے کہ اگر بالفرض وہ کافر بھی ہو تو پھر بھی اس کی خدمت کرنے کا اور اس کی بات ماننے کا بشرطیکہ شریعت کے خلاف نہ ہو حکم ہے۔

چنانچہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتی ہیں۔ کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میری ماں جو مشرکہ تھی۔ مکہ سے مجھے ملنے کے لئے آئی۔ اور وہ میرے لئے کچھ چیزیں بھی لائی تھی۔ جب اس نے گھر میں آنا چاہا تو میں نے اس کو روک دیا۔ اور کہا کہ جب تک میں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فتویٰ نہ حاصل کروں۔ تب تک میں تمہیں اندر نہیں آنے دوں گی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اطلاع ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اس کی خدمت کر اس لئے کہ تیری ماں ہے۔

ماں کا درجہ باپ سے تین گنا زیادہ ہے۔ اس لئے کہ باپ کی بہ نسبت اولاد کے لئے ماں نے

زیادہ محنت اور تکلیف اٹھائی ہے۔ اولاً نو ماہ اپنے پیٹ میں اس کو اٹھائے رکھا۔ پھر درد کی مصیبت اپنی جان پر برداشت کر کے اس کو جنا۔ اور پھر اڑھائی سال تک اس کو اپنا دودھ پلایا۔ اور اپنے آرام کو اس کے آرام کی خاطر نظر انداز کر دیا۔

ایک صحابیؓ نے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ کون زیادہ حق رکھتا ہے کہ میں اس کے ساتھ احسان کروں؟ آپؐ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ اس نے عرض کیا۔ پھر یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ اس نے پھر عرض کی پھر یا رسول اللہؐ۔ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر عرض کی۔ پھر یا رسول اللہؐ۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ۔

تفسیر روح البیان میں تحت آیۃ وبالوالدین احسانا کے لکھا ہے کہ وجود اور زندگی کا حقیقی سبب تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مگر والدین اس کا ظاہری سبب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی توحید کے ساتھ والدین کے احسان کو ملایا۔ اور وہ دونوں تیری نسبت سے اللہ تعالیٰ کا پہلا مظہر ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ ایجاد اور تربیت اور رحمت اور رأفت کا ظہور ہوا جب ماں باپ بوڑھے ہو جائیں۔ اور خود کما کر اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کرنے سے عاجز آجائیں۔ تو اس وقت ان کا تحفظ اور ان کی خدمت اولاد پر واجب ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولاً کریماً۔ اگر تیرے پاس ان دونوں میں سے ایک یا ہر دو بڑھاپے کی عمر کو پہنچیں۔ تو ان کو اُف تک نہ کہہ۔ اور ان کو جھڑکی نہ دے۔ اور ان سے اچھی بات کر جس سے وہ خوش ہوں۔

اس کے تحت تفسیر روح البیان میں لکھا ہے۔

ان ھذا وقت الحاجۃ فی الغالب وعند عدم الحاجۃ اجابتھما تندب وفی حالۃ الحاجۃ فرض۔

بڑھاپے کے وقت احسان کرنا اس لئے فرمایا گیا ہے کہ اس عمر میں ماں باپ بیٹے کے اپنی حاجات میں محتاج ہوتے ہیں۔ اور ایسے وقت میں ان کی خدمت کرنی فرض ہے۔ ورنہ عام حالات میں جب کہ وہ محتاج نہ ہوں مستحب ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ۔ اور پست کر ان کے واسطے ذلت کے بازو رحمت سے۔ یعنی والدین کے آگے تواضع اور انکساری اختیار کر ان کے

ساتھ فخر و غرور اور تکبر سے پیش نہ آئے۔ جب بھی تو ان کے سامنے آئے۔ یا ان سے بات چیت کرے۔ تو ادب اور تواضع کے دائرے میں رہ کر کے کرے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا۔ ماں باپ کے ساتھ اس طرح رہو جس طرح کوئی خطاکار قصور وار بندہ اپنے مالک کے ساتھ ہوتا ہے۔

حدیث میں ہے ــــ نہیں ہے کوئی بیٹا جس نے اپنے ماں باپ کو رحمت اور شفقت کی نظر سے دیکھا۔ مگر اس کے واسطے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ ایک دن میں ایک ہزار بار نظر کرے۔

نقل ہے کہ ایک آدمی نے استاد ابو اسحاق کو کہا کہ میں نے خواب میں تیری داڑھی کو جواہرات اور یاقوت سے مرصع دیکھا ہے۔

اس نے کہا تو نے سچ کہا۔ گذشتہ رات میں نے سونے سے پہلے اپنی داڑھی کو ماں کے قدموں سے ملا تھا۔ اس واسطے تو نے داڑھی کی خواب میں یہ شان دیکھی۔

بیٹے کو چاہیئے کہ ماں باپ کی خدمت اپنے ہاتھ سے کرے کسی کے سپرد نہ کرے۔ اس لئے کہ آدمی کے لئے اپنے استاذ اور اپنے ماں باپ اور اپنے بادشاہ اور اپنے مہمان کی خدمت کرنے میں کوئی عار نہیں ہے۔ بیٹے کے لئے باپ کی موجودگی میں یہ بھی جائز نہیں کہ وہ امامت کرے۔ اگرچہ اس سے زیادہ فقیہہ اور عالم ہو۔ بیٹے کو جائز نہیں ہے کہ وہ چلنے میں اپنے ماں باپ کے آگے ہو کر چلے۔ مگر ان کے آگے سے اذیت دینے والی چیزوں کو ہٹانے کے لئے آگے ہو کر چل سکتا ہے۔ اور مجلس میں ان سے اچھی جگہ میں نہ بیٹھے۔ اور کھانے پینے اور بولنے میں ان پر سبقت نہ کرے۔

ایک آدمی نے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی کہ میرے ماں باپ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ میں ان کی خدمت اسی طرح کرتا ہوں۔ جس طرح انہوں نے بچپن میں میری کی تھی۔ کیا مجھ سے ان کا حق ادا ہوا یا نہیں؟

آپؐ نے فرمایا۔ نہیں اس لئے کہ وہ تیری خدمت کرتے وقت تیری زندگی چاہتے تھے۔ اور تو ان کی خدمت کرتے وقت ان کی موت چاہتا ہے۔

**ارتحال** چونڈلہ ضلع کرنال کے ایک دیرینہ اور مخلص یار طریقت حاجی عاشق علی خانصاحب (جو آجکل چیچہ وطنی مقیم ہیں) کی اہلیہ جو بہن نہایت نیک۔ پارسا شرم وحیا والی اور پابند تہجد تھیں ۱۲؍۹ کی صبح انتقال فرما گئی ہیں۔ مرحومہ نے اس صبح اٹھ کر نماز تہجد ادا کی۔ نماز فجر کے بعد دودھ بونے بیٹھیں مگر پورا بلو نہ سکیں اور مکھن نکالنے سے پہلے داعی اجل کو لبیک کہہ گئیں۔ (۲)

# تقریبات عرس مبارک

حضور پُرنور سیدی و مرشدی حضرت سراج الملت الحاج الحافظ سید محمد حسین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ
سجادہ نشین اول اعلیٰ حضرت قطب وقت غوث زماں حضور امیر ملت محدث علی پوری قدست اسرارہم

## دربار عالیہ علی پور شریف

حسب معمول ۱۷؍ اکتوبر کو اصل (۱۹۶۹ء) یعنی حضور سرکار سراج ملت رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ ختم شریف پورے وقار اور اہتمام کے ساتھ دربار گوہر بار علی پور شریف میں ہوا۔ صد ہا خدام زائرین کی نہایت پُرتکلف ضیافتیں ہوئیں۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب ہوا۔ حضور سجادہ نشین شمس الملت الحاج الحافظ سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہم العالیٰ حضور قبلہ جوہر ملت الحاج الحافظ سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہم العالیٰ حضرت الحاج الحافظ سید انور حسین شاہ صاحب مدظلہم العالیٰ حضرت معین الملت الحاج الحافظ سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہم العالیٰ حضرت الحاج الحافظ سید نذر حسین شاہ صاحب مدظلہم اور حضرت پیر سید اشرف حسین شاہ صاحب حضرت پیر سید افضل حسین شاہ صاحب سب حضرات رونق افروز آستانہ شریف تھے۔

بعد نماز مغرب جلسہ شروع ہوا۔ باب رحمت کے ساتھ بڑے کمرے میں حاضرین کا ہجوم تھا۔ مدرسہ نقشبندیہ کے حضرات قاری صاحبان طلباء اور خصوصاً حضور سرکار جوہر ملت مدظلہم العالیٰ کے شہزادگان ذی شان صاحبزادہ سید خورشید حسین شاہ صاحب صاحبزادہ سید منظور حسین شاہ صاحب صاحبزادہ سید ذاکر حسین شاہ صاحب اور صاحبزادہ سید مظفر حسین شاہ صاحب نے نہایت حسن اداشیگی کے ساتھ کلام الٰہی کی تلاوت فرمائی۔ حضرات نعت خوانان نے بارگاہ رسالت میں نعتوں کے گلدستے پیش کئے۔ پہلے حضرت صاحبزادہ انور حسین شاہ صاحب مدظلہم العالیٰ نے خطاب فرمایا اور مختلف مطالب بیان فرمائے۔ صوفی محمد اسمٰعیل صاحب قصوری نعت خوان نے مدینہ منورہ کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا۔ اور حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ شفاعت

کا اظہار کیا۔

حضور پرنور سرکار جو بر ملت مدظلہم العالی نے آیہ کریمہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک الآیہ کو عنوان بنا کر نہایت ہی قوی دلائل سے حضور سرکار ابد قرار کونین کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ شریف میں حاضری کا وجوب ثابت فرمایا۔

آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم حج کو گئے۔ تو بعض لوگ مدینہ منورہ کی حاضری میں کلام کرتے تھے۔ ان میں کئی بد مذہب بد عقیدہ عالم بھی تھے۔ آخر سب کے اصرار پر ہم نے آیہ کریمہ: ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ الآیہ سے استدلال کیا۔ اور بہت سے دلائل دیئے۔ آخر سب نے تسلیم کیا کہ بے شک مدینہ پاک کی حاضری اعظم قربات سے ہے۔ اور سب خوشی سے اس بارگاہ رفیع میں جبین نیاز جھکانے حاضر ہوئے ؎

توُ نگر ہے وہ زمین اے خوابگاہ مصطفےٰؐ ‏ دید ہے کعبے کو تیری حج اکبر سے سوا

نو بجے کے قریب مجلس برخاست ہوئی۔ اور تمام حاضرین کو زردہ پلاؤ اور طرح طرح کے کھانے کھلائے گئے۔ اور سب کے لئے دعائے خیر فرمائی گئی۔

## کروڑ پکا میں نزول رحمت

بھائی حاجی محمد صدیق احمد صاحب مہتمم مدرسہ غوثیہ کروڑ پکا کی مدت سے تمنا تھی کہ حضور سرکار جو بر ملت مدظلہم العالی ان کے یہاں قدم رنجہ فرما کر انہیں عزت بخشیں۔ آخر سرکار نے کرم بخشی فرمائی۔ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۹ء کو بمعیت حضرت قبلہ حافظ نور احمد صاحب قصوری مدظلہم العالی نے شام کے چار بجے سٹیشن کروڑ پکا پر نزول اجلال فرمایا۔ حضور کے جاں نثار پروانہ وار سینکڑوں کی تعداد میں فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔ شہر میں نہایت ہی شان و شوکت کے ساتھ جلوس روانہ ہوا۔ آگے آگے سائیکل سواروں کا دستہ تھا۔ حضور مہمان خصوصی جیپ میں سوار تھے۔ رضا کاروں کے جلوس کے ناظم بھائی ممتاز علی خاں صاحب وغیرہ تھے۔ جنہوں نے پورے فوجی ڈسپلن کا مظاہرہ فرمایا۔ حضور والا جاہ محلہ ملکاں میں بھائی صدیق احمد صاحب کے مکان پر رونق افروز ہوئے۔ زائرین جوق در جوق آتے رہے۔

اگلے دن ۲۳ر اکتوبر کو صبح سویرے مسجد ملکاں میں مدرسہ غوثیہ کے اساتذہ اور سینکڑوں طلباء اور دوسرے حضرات نے قرآن خوانی کی۔ ۸ بجے کے قریب نعت خوانی ہوئی۔ حضور سرکار سراج الملت قدس سرہٗ اور حضرت جو بر ملت مدظلہم العالی کی شان میں قصیدے پڑھے گئے۔ دس قرآن مجید

کا ثواب حضور سیدی و مرشدی قدس سرہ کی بارگاہ شریف میں پیش کیا گیا۔ تبرک تقسیم کرنے کا اہتمام بھی دفعدار ممتاز خاں تھے ۔ دس بجے کے قریب حضور جوہر ملت مدظلہم العالی مدرسہ غوثیہ کے معائنہ کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں تقریباً دو گھنٹے علماء اور طلباء سے مختلف مسائل پر گفتگو فرمائی۔ طالب علموں کا امتحان لیا۔ وہاں سے قیام گاہ پر تشریف لائے ۔ بعد نماز ظہر پھر قرآن خوانی ہوئی۔ عصر کے وقت ایصال ثواب ہوا۔ دن بھر حضور پر نور نے اپنے علمی فیضان سے دنیا کو مالا مال فرمایا۔

رات کو بعد نماز عشاء مسجد ملکاں میں ایک عظیم الشان اجتماع ہوا۔ شہر بھر کے اہل ذوق حضرات شریک ہوئے ۔ گوجرانوالہ میں اب بحمد اللہ اہل سنت کا ڈنکا بج رہا ہے ۔ اکثر مساجد میں اہل سنت کے امام ہیں سب حاضر ہوئے۔ اور دور دراز سے بہت سے پیر بھائیوں نے شرکت کی ۔ رانا شاہنواز صاحب رانا محمد شریف صاحب رانا لیاقت علی صاحب اور راؤ شبیر احمد صاحب نے مہمانوں کی خاص خدمات سرانجام دیں ۔ چار دیگ زردہ پلاؤ پکا کر ایصال ثواب کیا۔ اور مقامی اور بیرونی مہمانوں کی ضیافت کی۔

———— جلسہ میں قاری محمد اکرم صاحب معلم شعبہ تجوید مدرسہ غوثیہ زینت القراء مولوی عبد العزیز صاحب۔ مہدی حسن صاحب۔ دین محمد صاحب ۔ محمد افضل صاحب۔ قاری عبد الکریم صاحب نے تلاوت کلام پاک اور نعت خوانی فرمائی۔

آخر میں حضور والا مرتبت سرکار جوہر ملت مدظلہم العالی نے حضور سیدی سراج ملت قدس سرہ کے بعض مناقب بیان فرمائے۔ آپ نے بتایا کہ دنیا جانتی ہے کہ آپ علم اور حلم دونوں میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ نے تقویٰ کا وہ نمونہ پیش کیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ سیالکوٹ کے ایک وہابی مولوی محمد ابراہیم صاحب نے ایک دفعہ کہا کہ میں نے حضرت جیسا عالم آج تک نہیں دیکھا ؏

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

حضرت نے مدرسہ نقشبندیہ کا کچھ روپیہ ڈاک خانہ میں جمع کرایا تھا۔ آخر وقت میں جب روپیہ نکلوانے کا خیال ہوا۔ تو ڈاک خانے والے بولے کہ تقریباً بیس ہزار روپیہ سود بنتا ہے آپ لکھ دیجئے تو ہم سود آپ کو دے دیں گے۔ مگر آپ نے اسے حرام ہی سمجھا (یہ روپیہ اصل زر آپ کے وصال شریف کے بعد خود حضور جوہر ملت مدظلہم نے نکلوایا اور سود لینے سے قطعاً انکار کر دیا)

پھر آپ نے آیہ کریمہ قد جاءکم من اللہ ۔۔۔ وکتاب مبین اور یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا

تلاوت فرمائیں۔ اور حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نورانیت مقدسہ کا مسئلہ پوری شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو "نور" فرمایا۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف جسے مواہب لدنیہ، زرقانی، شفا شریف مدارج النبوۃ حتی کہ نشر الطیب میں بھی نقل کیا گیا ہے، میں ہے کہ اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبیؐ کا نور اپنے نور سے بنایا۔ نیز ارشاد نبویؐ ہے (اول ما خلق اللّٰہ نوری) یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جس چیز کو پیدا فرمایا وہ میرا نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حسن کے سو حصے کئے۔ ان میں سے نوے حضور علیہ السلام کو ملے۔ نو حصے حضرت یوسف علیہ السلام کو اور ایک حصہ ساری دنیا کو۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضورؐ مجھے اپنا حقیقی جمال دکھائیے۔ فرمایا میری حقیقی شان دیکھنے کی کسی میں بھی طاقت نہیں۔ آخر اصرار پر آپؐ نے اپنی آستین مبارک کو ذرا اُٹھایا تو اس سے ایسی چمک پیدا ہوئی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا غش کھا گئیں۔ آپؐ کے تبسم سے اندھیرا گھر جگمگا اٹھا اور گم شدہ سوئی مل گئی۔ آپ نے فرمایا جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور نہیں مانتے اور اپنی سیاہ باطنی سے شان اقدس میں گستاخی کرتے ہیں۔ وہ اتنا نہیں جانتے کہ حضور علیہ السلام کے جسم شریف سے جو مٹی لگ جائے اس کا رتبہ عرش سے بھی بلند ہے تو اگر حضور پاک علیہ السلام کو خاک سے ہی مانو۔ تو اس خاک کا کیا درجہ ہوگا۔ یہ کہتے ہیں کہ نور کھاتا پیتا چلتا پھرتا نہیں بیاہ شادی نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا مٹی کب کھاتی ہے۔ مٹی کب پیتی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نور ہیں تو اندھیرے گھروں میں اُجالا کیوں نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا فرشتے نور ہیں اور ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں۔ پھر اندھیرا کیوں رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نور کو دیکھنے کے لئے بھی نور کی ضرورت ہے۔ آیہ کریمہ "مثل نورہٖ" میں ضمیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف لوٹتی ہے اور "نور علیٰ نور" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی شان ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تو وہ ذات پاک ہے جس کی مثال ہی کوئی نہیں (لیس کمثلہ شیٔ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو وہ مقام اور منزلت ہے کہ ہر وہ شے جس کا تعلق حضورؐ سے ہو جائے وہ اپنی جنس کی تمام اشیاء سے افضل ہوگئی جیسے کہ بہت سی ترکاریاں ہیں۔ مگر کدو کا درجہ سب سے بڑا کیوں کہ حضورؐ کو پسند تھا قرآن پاک کا درجہ سب کتابوں سے بڑا کہ حضور علیہ السلام پر نازل ہوا یہ اُمت ساری امتوں کی سردار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل بن گئی۔ پھر فرمایا قیامت کے دن نجات نہ ہوگی جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی محبت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (یوم ندعو کل اناس بامامھم) یعنی ہم اس دن ہر آدمی کو اس کے پیشوا کے نام سے پکاریں گے۔ ہمیں آواز دی جائے گی "اے محمدیو!" تو معلوم ہوا کہ اس دن نجات ہوگی تو حضور پاک علیہ السلام کے نام پاک کے طفیل۔ جو نبی اکرم علیہ السلام کا غلام نہیں بنتا اور براہ راست اللہ تعالیٰ تک جانا

چاہتا ہے وہ ہرگز مراد کو نہیں پہنچ سکتا۔ دو گھنٹے تقریر کے بعد سلام و قیام پر یہ پاک مجلس برخاست ہوئی۔ اگلے روز جمعہ بھی حضور والا جاہ نے مسجد ملکاں میں پڑھایا۔ پھر آپ حضور کے مختار عام رانا شبیر احمد صاحب کی اراضی پر تشریف لے گئے۔ وہاں سے سرگودھا تشریف لائے۔ اگلے دن صبح کو کراچی کے لئے بذریعہ چناب ایکسپریس روانہ ہوئے سٹیشن پر عقیدت مندوں نے حضور کو الوداع کہا۔ اور حضور نے سب کے لئے دعا فرمائی۔

## محمود بوٹی میں سالانہ عرس شریف

رمضان سے قبل سید کرامت علی شاہ صاحب جماعتی نقشبندی حضرت صاحب قبلہ عالم امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس شریف دو تین سال سے بڑے اخلاص اور محبت سے منا رہے ہیں۔ امسال بھی گذشتہ سالوں کی طرح ۸ ر نومبر بروز ہفتہ عرس شریف ہوا۔ مقبول پور ضلع لاہور سے ان کے بزرگ سید محمد طفیل شاہ صاحب خلیفہ مجاز حضرت امیر ملت و سراج الملت تشریف لائے۔ حضرت الحاج مولانا جو ہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب کی تشریف آوری کی بڑی قوی امید تھی۔ مگر وہ اس لئے تشریف نہ لا سکے کہ حضرت الحاج مولانا شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی ٹھیک اسی تاریخ کو لاہور سے بذریعہ ہوائی جہاز انڈیا جا رہے تھے۔ سید کرامت علی شاہ صاحب کے مکان کے سامنے خوبصورت سٹیج بنی ہوئی تھی۔ عشاء کی نماز کے بعد جلسہ کا آغاز حضرت پیر سید محمد طفیل شاہ صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن شریف سے ہوا۔ بعد ازاں جناب عبد الرشید صاحب نعت خواں لائل پوری اور جناب علی محمد جمیل صاحب قصوری نے وجد آفریں نعت خوانی کی۔ اس کے بعد اس ناچیز غلام رسول نے اتباع رسول ؐ کے موضوع پر قریباً دو گھنٹے وعظ کیا جس میں خلاف شرع نام نہاد پیروں کا خوب رد کیا۔ اور بتایا کہ ولایت کا دار و مدار صرف اتباع رسول ؐ پر ہے۔ کرامات پر نہیں۔ لہٰذا کسی غیر شرع نام نہاد پیر سے کرامات دیکھ کر گمراہ نہیں ہونا چاہیے۔ رات کو قریباً ایک بجے جلسے کا اختتام ہوا صلوٰۃ و سلام پڑھ کر حضرت شاہ صاحب محمد طفیل شاہ صاحب نے ایصال ثواب کیا اور سب حاضرین کے لئے دعائے خیر کی۔ عرس شریف میں مقامی لوگوں کے علاوہ دیگر شہروں سے بھی جو سلسلہ میں منسلک ہیں بہت آئے ہوئے تھے۔ سب مہمانوں کو زردہ پلاؤ کھلایا گیا۔

**ارتحال**۔ جناب مولانا صوفی مشتاق احمد صاحب تلمیذ خاص فقیہ اعظم مولانا الحاج حضرت محمد شریف صاحب کوٹلی لوہاراں ؒ کے والد ماجد بعمر ۸۰ سال راجگڑھ لاہور میں ۹ اکتوبر بروز جمعرات سے انتقال فرما گئے ہیں۔ مرحوم بڑے صالح اور نیک انسان تھے عمر کا بیشتر حصہ صبر آزما مصائب و آلام میں مبتلا رہے مگر صبر اور یاد الٰہی کو ۔۔ ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ صوفی مشتاق صاحب ان کے بیٹے ان کی خدمت میں رہے اور ہر حال میں ان کے ساتھ شریک رہے۔ پروردگار عالم سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور جناب صوفی صاحب اور دیگر اعزہ و اقارب کو صبر جمیل عطا کرے۔ لاہور کے مشہور قبرستان میانی میں مرحوم کو دفن کیا گیا ہے۔ ادارہ انوار الصوفیہ صوفی صاحب کے غم میں برابر کا شریک [illegible]

Nov. 1969 Regd. L. No. 7478

لاہور آرٹ پریس
انارکلی لاہور